www.KitaboSunnat.com

تحقیق و تنقید

مولانا محمد ایوب فاضل

کیا جامع الترمذی میں ترکِ رفع الیدین کا باب ہے؟

نماز میں رفع الیدین کرنا یا نہ کرنا ایک ایسا اختلافی مسئلہ بن گیا ہے کہ اس پر فریقین کے مابین نوک جھوک روزمرہ کی معمول بن گئی ہے۔ اگر از روئے دلائل دیکھا جائے تو رفع الیدین کے قائلین کا موقف نہایت قوی ثابت ہوگا۔ جبکہ فریقِ مخالف (احناف) کے پاس کوئی صریح صحیح مرفوع حدیث نہیں۔ فریقین کی طرف سے اس موضوع پر متعدد کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ احناف دیوبند کی طرف سے اس موضوع پر ایک کتاب "نور الصباح فی ترک رفع الیدین بعد الافتتاح" لکھی گئی ہے جس پر مختصر مگر جامع تبصرہ۔ التوضیح والایضاح للبس ما فی نور الصباح۔ مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ کی طرف سے شائع ہو چکا ہے۔ نیز مولانا حکیم محمود بن مولانا محمد اسمٰعیل سلفی رح نے بھی "شمس الضحیٰ بجواب نور الصباح" کے نام سے مختصر جواب دیا ہے۔ نور الصباح کے مصنف حافظ حبیب اللہ ڈیروی جو کہ احناف دیوبند کے ایک نامی گرامی عالم مولانا سرفراز خاں صفدر گکھڑوی کے شاگرد ہیں۔ نے اس کتاب میں تحریف وتبدل۔ دجل وفریب سے کام لیتے ہوئے مطلب برآری کی مذموم کوشش کی ہے۔ اور کچھ ایسی بے سروپا باتیں زیر بحث لائے ہیں جن کا مقصدیت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس پر تفصیلی تبصرہ ہم کسی دوسری مجلس تک مؤخر رکھتے ہیں، اس وقت ہمارے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیشِ نظر ایک خاص بات ہے جس پر ڈیروی صاحب نے نور الصباح میں چھ صفحے سیاہ کیے ہیں۔

چنانچہ وہ "تنبیہ" کے عنوان کے تحت سے لکھتے ہیں۔ امام ترمذیؒ نے ترک رفع الیدین کا باب باندھا تھا اور اس حدیث کو "حسن صحیح" کہا تھا۔ لیکن متعصب لوگوں نے اس باب کا عنوان اور صحیح کے الفاظ اڑا دیئے ہیں۔ حالانکہ دلائل سے ثابت ہے کہ باب کا عنوان اور صحیح کے الفاظ موجود تھے۔ نور الصباح۔ ص۱۰۱

ڈیروی صاحب نے جن دلائل سے۔ باب۔ کا عنوان اور "صحیح" کے الفاظ کا ثبوت پیش کیا ہے۔ ان کی حقیقت ہم آگے چل کر واضح کریں گے۔ سردست ہم یہ پوچھنے میں حق بجانب ہیں کہ وہ کون متعصب لوگ ہیں جنہوں نے یہ سازش کی؟ کاش اگر اس عقدہ کا حل کر دیا جاتا تو بہتر تھا۔ اگر بالفرض وہ لوگ شوافع۔ حنابلہ اصل حدیث ہیں تو کیا جامع ترمذی کے حنفی شارحین نے اسے ذکر کیا ہے؟ مولانا یوسف بنوری دیوبندی حنفی ہیں انہوں نے "معارف السنن" شرح ترمذی لکھی ہے اور اس کے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں انہوں نے ص۴۸۳ ج۲ میں شیخ عبد اللہ بن سالم البصریؒ اور شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ کے نسخوں میں۔ باب کے ہونے کا ذکر کیا ہے ان دونوں نسخوں کی حقیقت عنقریب واضح کی جائے گی، مگر متن میں ذکر کرنے کی ہمت ان کو بھی نہیں ہوئی۔ علاوہ ازیں "العرف الشذی" جو مولانا انور شاہ کاشمیریؒ کی تقاریر ترمذی کا مجموعہ ہے) اور مولانا احمد علی سہارنپوری حنفی کے حواشی کے ساتھ جامع الترمذی متعدد بار شائع ہو چکی ہے اس میں بھی اس کا کوئی ذکر تک نہیں ہے۔ کیا یہ حضرات بھی متعصبین میں شامل ہیں یا نہیں؟

ترمذی میں ترکِ رفع الیدین کے باب کے دلائل

دلیل نمبر ۱:۔ ڈیروی صاحب لکھتے ہیں۔ ترمذی میں امام ترمذیؒ خود فرماتے ہیں،

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَفِي الْبَابِ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ. کہ ترکِ رفع الیدین کے باب میں حضرت براء بن عازبؓ سے بھی روایت آتی ہے۔ جب غیر مقلدین کے بقول ترمذی میں باب ہی نہیں تو امام ترمذی کا، وَفِي الْبَابِ. کہنا کیسے صحیح ہو سکتا ہے۔ نور الصباح صلنا

الجواب: جامع الترمذی میں ترکِ رفع الیدین کے باب کے اثبات کے لیے یہ دلیل ناکافی ہے۔ شارحین کی تصریحات اس کی قطعاً موافقت نہیں کرتیں۔ علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ مقدمہ تحفۃ الاحوذی صفحہ ۱۹۱ میں "بیان بعض عادات الترمذیؒ" کے تحت لکھتے ہیں۔ وَمِنْهَا أَنَّهُ يَعْقِدُ الْبَابَ أَوَّلًا ثُمَّ يَرْوِي حَدِيثًا وَاحِدًا أَوْ أَكْثَرَ ثُمَّ إِنْ كَانَ فِيهِ كَلَامٌ يَتَكَلَّمُ ثُمَّ يَقُولُ وَفِي الْبَابِ عَنْ فُلَانٍ وَفُلَانٍ قَالَ السُّيُوطِيُّ فِي تَدْرِيبِ الرَّاوِي لَا يُرِيدُ ذَالِكَ الْحَدِيثَ الْمُعَيَّنَ بَلْ يُرِيدُ أَحَادِيثَ أُخَرَ يَصِحُّ أَنْ تُكْتَبَ فِي الْبَابِ قَالَ الْعِرَاقِيُّ وَهُوَ عَمَلٌ صَحِيحٌ إِلَّا أَنَّ كَثِيرًا مِنَ النَّاسِ يَفْهَمُونَ مِنْ ذَالِكَ أَنَّ مَنْ سُمِّيَ مِنَ الصَّحَابَةِ يَرْوُونَ ذَالِكَ الْحَدِيثَ بِعَيْنِهِ وَلَيْسَ كَذَالِكَ بَلْ قَدْ يَكُونُ كَذَالِكَ وَقَدْ يَكُونُ حَدِيثٌ أُخَرُ يَصِحُّ إِيرَادُهُ فِي ذَالِكَ الْبَابِ،

یعنی امام ترمذیؒ کی ایک عادت یہ بھی ہے کہ وہ پہلے ایک باب قائم کرتے ہیں پھر ایک یا زیادہ حدیثیں روایت کرتے ہیں پھر اگر اس حدیث میں کوئی کلام ہوتی ہے تو کلام کرتے ہیں۔ پھر فرماتے ہیں وفی الباب عن فلان وفلان، امام سیوطیؒ فرماتے ہیں امام ترمذیؒ کا ارادہ خاص اسی...... سابق حدیث کا نہیں ہوتا بلکہ دیگر وہ احادیث مراد ہوتی ہیں جن کا باب میں لکھنا صحیح ہوتا ہے، علامہ عراقیؒ فرماتے ہیں یہ صحیح عمل ہے مگر بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جن صحابہ کا نام لیا گیا ہے ان سے بعینہ یہ حدیث مروی ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ البتہ بعض اوقات ایسا ہوتا بھی ہے اور بعض اوقات ایسی دوسری حدیث جس کا باب میں ذکر کرنا صحیح ہو وہ مراد ہوتی ہے،

مولانا حبیب اللہ مختار بن الطیب معارف السنن شرح ترمذی کے دیباچہ میں لکھتے ہیں:۔ وَمِنْ أَهَمِّ خَصَائِصِهِ الَّتِي تَفَرَّدَ بِهَا مِنْ بَيْنِ الْأُمَّهَاتِ السِّتِّ إِشَارَتُهُ فِي آخِرِ كُلِّ بَابٍ إِلَى مَنْ رَوَى الْحَدِيثَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْمَوْضُوْعِ۔ ص۴۱-۴۲، جامع الترمذی کی خصوصیات میں سے اہم خصوصیت جس سے وہ کتب ستہ میں متفرد ہے یہ ہے کہ امام ترمذیؒ کا ہر باب کے آخر میں ان صحابہ کرامؓ کی طرف اشارہ کرنا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس موضوع میں حدیث روایت کرتے ہیں۔

علامہ السیّد علی بن سلیمان الاسنتی مالکیؒ "نفع قوت المغتذی" کے مقدمہ میں فرماتے ہیں، وَكَانَ مِنْ طَرِيْقِهٖ اَنْ يُّتَرْجِمَ بَابًا بِهٖ حَدِيْثٌ مَشْهُوْرٌ مِنْ صَحَابِيٍّ قَدْ صَحَّ الطَّرِيْقُ وَاَخْرَجَ حَدِيْثَهٗ بِالْكُتُبِ الصِّحَاحِ فَيُوْرِدُ بِالْبَابِ ذَالِكَ الْحُكْمَ مِنْ حَدِيْثِ صَحَابِيٍّ آخَرَ لَمْ يُخْرِجُوْهُ مِنْ حَدِيْثِهٖ وَلَا يَكُوْنُ الطَّرِيْقُ اِلَيْهِ كَالطَّرِيْقِ اِلَى الْاَوَّلِ اِلَّا اَنَّ الْحُكْمَ صَحِيْحٌ فَيُتْبِعُهٗ اَنْ يَّقُوْلَ فِى الْبَابِ عَنْ فُلَانٍ وَفُلَانٍ وَيَعُدُّ جَمَاعَةً مِّنْهُمُ الصَّحَابِيُّ الَّذِىْ اَخْرَجَ ذٰلِكَ الْحُكْمَ مِنْ حَدِيْثِهٖ وَقَلَّمَا يَسْلُكُ هٰذَا الطَّرِيْقَ اِلَّا فِىْ اَبْوَابٍ مَعْهُوْدَةٍ ص۱ مع الجامع الترمذی مطبوعہ دھلی۔

امام ترمذیؒ کے طریقہ سے ایک بات یہ بھی ہے کہ وہ ایک باب منعقد کرتے ہیں اس باب میں ایک صحابی کی ایک مشہور حدیث ہے۔ اس کی سند بھی صحیح ہے اور کتب صحاح میں مروی ہے۔ امام ترمذیؒ اس حکم کو باب میں ایک اور صحابی سے لاتے ہیں کہ اس حکم کو اصحاب الصّحاح نے روایت نہیں کیا ہے اور اس کی سند پہلی سند کی طرح نہیں ہوتی البتہ حکم صحیح ہے۔ اس کے بعد امام ترمذیؒ فرماتے ہیں۔ وفی الباب عن فلان وفلان کہہ کر بہت سے لوگوں کے نام ذکر کرتے ہیں ان میں اس صحابی کو بھی ذکر کر دیتے ہیں جس کی حدیث سے امام صاحب نے وہ حکم مستنبط کیا ہو۔ چند ابواب کے سوا ایسا انداز بہت کم اختیار کرتے ہیں۔

شراح جامع ترمذی کی ان تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ امام ترمذیؒ کے قول۔ وفی الباب عن فلان وفلان۔ سے مراد یہ ہے کہ ان صحابہ کرامؓ سے مروی احادیث بالجملہ اس باب سے متعلق ہیں۔ اور ان کا اس باب میں ذکر کرنا صحیح ہے۔ چنانچہ ہم دو مثالیں یہاں بیان کرتے ہیں جن سے ہمارے دعویٰ کی تصدیق ہوتی ہے اور ڈیروی کے مغالطہ کی قلعی کھلتی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلی مثال :۔ امام ترمذیؒ ص۱۳۰ج۱ مع تحفۃ الأحوذی میں ایک عنوان یوں قائم کرتے ہیں: بَابُ مَاجَاءَ فِي الرَّجُلِ يَطُوفُ عَلىٰ نِسَائِهِ فِي غُسْلٍ وَّاحِدٍ۔ اس کے تحت حضرت انسؓ کی حدیث لائے ہیں۔ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَطُوفُ عَلىٰ نِسَائِهِ فِي غُسْلٍ وَّاحِدٍ۔ پھر فرماتے ہیں۔ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي رَافِعٍ۔

حضرت ابورافعؓ کی کون سی حدیث اس مقام پر مراد ہے؟ مولانا مبارکپوریؒ فرماتے ہیں اس سے ابورافعؓ کی وہ حدیث مراد ہے جسے ابوداؤد اور نسائی نے ابورافع سے روایت کیا ہے۔ أَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَافَ ذَاتَ يَوْمٍ عَلىٰ نِسَائِهِ يَغْتَسِلُ عِنْدَ هٰذِهِ وَعِنْدَ هٰذِهِ قَالَ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَا تَجْعَلُهُ غُسْلًا وَّاحِدًا قَالَ هٰذَا أَزْكىٰ وَأَطْيَبُ وَأَطْهَرُ۔ تحفۃ الأحوذی ص۱۳۰ج۱

حضرت ابورافعؓ کی یہ حدیث ابوداؤد ص۸۸ج۱ مع عون المعبود۔ سنن نسائی ص ج۱ ابن ماجہ ص۴۴ج۱ مسند احمد ص۸ج۶ و ص۳۹۱ج۶ میں موجود ہے

دوسری مثال :۔ جامع الترمذی ص۱۴۴ج۱ مع تحفۃ الأحوذی۔ میں ایک عنوان اس طرح ہے۔ بَابُ مَاجَاءَ فِي الْإِسْفَارِ بِالْفَجْرِ۔ امام ترمذیؒ نے اس کے تحت حضرت رافع بن خدیجؓ کی حدیث ذکر کی ہے۔ جس کے لفظ ہیں۔ أَسْفِرُوْا بِالْفَجْرِ فَإِنَّهُ أَعْظَمُ لِلْأَجْرِ۔ اس کے بعد فرماتے ہیں۔ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ وَجَابِرٍ وَبِلَالٍ۔

حالانکہ حضرت ابوبرزہؓ وجابرؓ سے اسفار بالفجر۔ کے مضمون کی کوئی حدیث نہیں ہے۔ چنانچہ مولانا مبارکپوریؒ فرماتے۔ لَمْ أَقِفْ عَلىٰ مَنْ أَخْرَجَ حَدِيْثَهُمَا فِي الْإِسْفَارِ وَقَدْ أَخْرَجَ الشَّيْخَانِ عَنْهُمَا حَدِيْثَ التَّغْلِيْسِ۔ یعنی حضرت ابوبرزہؓ وجابرؓ کی اسفار کے بارے میں حدیث پر میں مطلع نہیں ہو سکا۔ البتہ شیخینؒ نے ان دونوں صحابیوں سے تغلیس کی حدیث روایت کی ہے۔ مولانا فیض الرحمٰن الثوری حفظہ اللہ نے بھی رَشُّ السَّحَابِ۔ میں اس مقام پر مکمل خاموشی اختیار کی ہے۔ حافظ ابن حجرؒ الدرایہ ص۱۰۴ج۱ میں فرماتے ہیں۔ وَعَنْ جَابِرٍ وَأَبِي بَرْزَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یُصَلِّی الصُّبْحَ بِغَلَسٍ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت جابرؓ و ابی برزہؓ کی حدیث تغلیس کے بارے میں ہے۔ اسفار کے بارے میں نہیں۔

ان دونوں مثالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ۔ فِی الْبَابِ عَنْ فُلَانٍ وَفُلَانٍ۔ سے مراد وہ احادیث ہوتی ہیں جن کا منعقدہ باب سے فی الجملہ تعلق ہوتا ہے۔ لہذا زیرِ بحث مقام پر بھی۔ وَفِی الْبَابِ عَنِ الْبَرَاءِ۔ سے مراد صرف یہ ہے کہ رفع الیدین کے بارے میں حضرت براء بن عازبؓ سے بھی روایت ہے اگر "وَفِی الْبَابِ عَنْ فُلَانٍ وَفُلَانٍ" سے مراد وہی ہے جو ڈیروی نے کہا ہے تو پھر بتایا جائے کہ مذکورہ بالا دونوں مقامات پر۔ وَفِی الْبَابِ کہنا کیسے درست ہے؟

دلیل نمبر ۲-۳-۴:۔ ڈیروی صاحب لکھتے ہیں۔ مولانا قطب الدینؒ صاحب "مظاہر حق شرح مشکوٰۃ" میں لکھتے ہیں۔ ترمذیؒ نے دو باب لکھے ہیں اول رفع الیدین میں اور دوم عدم رفع الیدین میں معلوم ہوتا ہے کہ ترمذی میں دو باب والا نسخہ ان کے پاس تھا۔

علامہ محمد عبدالعزیز حاشیہ نصب الرایہ ص ۲۹۲-۲۹۴ / ج ۱ میں لکھتے ہیں کہ ترکِ رفع الیدین کا باب عبداللہ بن سالم بصری (جو کہ شاہ ولی اللہؒ کے استاذ تھے) کے نسخۂ ترمذی میں بھی موجود ہے جو کہ پیر جھنڈا کے کتب خانہ میں ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کے نسخہ ترمذی میں بھی (ترک کا باب) موجود ہے جیسا کہ "شرح سفر السعادۃ" میں ہے۔

علامہ احمد محمد شاکرؒ شرح ترمذی ص ۴۰ / ج ۲ میں فرماتے ہیں۔ باب کا عنوان علامہ شیخ محمد عابد سندھی محدث مدینہ کے نسخۂ ترمذی میں بھی موجود ہے۔ علامہ احمد محمد شاکرؒ کے ہاں یہ ان تمام نسخوں سے زیادہ صحیح ہے جو انہوں نے شرح ترمذی کی تصنیف سے پہلے دیکھے ہیں۔ (نور الصباح ص ۱۰۲-۱۰۱- ملخصاً)

الجواب:۔ ثبوتِ باب کے لیے یہ دلائل بھی ناکافی ہیں۔

اولاً۔ ان دلائل سے یہ پتہ چلتا ہے کہ جامع ترمذی کے نسخوں میں اختلاف ہے اور خود ڈیروی صاحب نے سنن ابی داؤد کی ایک خلافِ مطلب عبارت کا صرف اس لیے انکار کیا ہے کہ یہ عبارت سنن ابی داؤد کے کسی متداول نسخہ میں نہیں ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بظاہر یہ امام ابوداؤد رح پر افترا ہے آلخ (نورالصباح ص۱۲۳) اور مولانا سہارنپوری رح نے بذل المجہود شرح ابی داؤد میں مشار الیہا عبارت کو اس لیے مشکوک قرار دیا ہے کہ یہ ہندوستان اور مصر کے مطبوعہ نسخوں میں نہیں ہے۔ ان کے الفاظ یہ ہیں:

هٰذِهِ الْعِبَارَةُ لَيْسَتْ فِي النُّسَخِ الْمَطْبُوعَةِ الْهِنْدِيَّةِ وَالنُّسْخَةِ الْمِصْرِيَّةِ اِلَّا عَلٰى حَاشِيَةِ النُّسْخَةِ الْمُجْتَبَائِيَّةِ فَعَلٰى هٰذَا هٰذِهِ الْعِبَارَةُ مَشْكُوْكٌ فِيْهَا مِنَ الْمُصَنِّفِ۔ (بذل المجہود شرح ابی داؤد ص۲۱ ج۲ مطبوعہ ملتان)۔

اس مقام پر ہم اس تفصیل میں نہیں جانا چاہتے کہ مولانا سہارنپوری رح صاحب نے اپنے اس ضابطہ پر خود کہاں تک عمل کیا ہے؟ ع

کبھی فرصت میں سن لینا بڑی ہے داستان میری۔

قارئین کرام غور کریں کہ فریق ثانی خلافِ مطلب عبارت کو جب اس لیے قبول کرنے کے لیے تیار نہیں کہ وہ متداول نسخوں میں یا ہندوستان اور مصر کے مطبوعہ نسخوں میں نہیں ہے تو انہیں کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ ترمذی میں ترکِ رفع الیدین کے باب کو زبردستی منوانے کے لیے یا ثابت کرنے کے لیے صفحات کے صفحات کی تسوید غیر مفید کرے؟

ثانیاً:۔ ڈیروی صاحب نے جو یہ تاثر دینے کی سعی کی ہے کہ یہ تین الگ الگ نسخے ہیں یہ صحیح نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک ہی نسخہ ہے۔ جس کا اصل ایک عرصہ پہلے پیر جھنڈا کتب خانہ میں تھا (یہ کتب خانہ پیر وھب اللہ شاہ جو کہ السید علامہ بدیع الدین شاہ صاحب راشدی حفظہ اللہ کے چچازاد بھائی ہیں کے زیرِ تسلط تھا) اب یہ نسخہ کراچی کے میوزم ہاؤس لائبریری میں موجود ہے اور اس کا عکس علامہ السید بدیع الدین شاہ صاحب راشدی کے کتب خانہ میں بھی ہے خود راقم الحروف نے حضرت شاہ صاحب کے کتب خانہ میں اسے دیکھا ہے۔ یہ نسخہ شاہ ولی اللہ محدث دھلوی رح کے استاذ عبداللہ بن سالم بصری رح کا نہیں بلکہ بعض علامات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نسخہ امام سخاوی رح کا ہے۔ سید محمد عابد سندھی رح کے پاس اسی نسخہ کی نقل تھی۔ کیونکہ وہ تمام .... عبارات جو علامہ احمد محمد شاکر رح

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے تحقیق ترمذی میں سید محمد عابد سندھی کے حوالہ سے ذکر کی ہیں اس نسخہ میں موجود ہیں۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور مولانا قطب الدین مترجم مشکوۃ کے پیش نظر بھی یہی نسخہ تھا۔ اگر یہ متعدد نسخے ہوتے تو برصغیر پاک و ہند کے کسی کتب خانہ میں ان کا وجود ضرور ہوتا۔ حالانکہ ضرورت کے باوجود حنفی حضرات سوائے پیر جھنڈا کتب خانہ کے نسخہ کے (جو کہ اب میوزم ہاؤس کراچی کی لائبریری میں ہے) کسی اور نسخہ کے ذکر سے قاصر ہیں۔

علامہ سخاوی کے اس نسخہ میں واقعی ترکِ رفع الیدین کا باب ہے مگر ظاہر یہ ہے کہ یہ الحاق ہے، اس کی چند وجوہ ہیں۔

الاوّل: ترکِ رفع کے عنوان کے بعد آخر باب تک جس قدر عبارت ہے یہ مکرر ہے۔ یہ تمام تر عبارت اس سے سابق عنوان۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الرُّكُوعِ۔ میں موجود ہے،

الثانی:۔ یہ عبارت اور کسی نسخہ میں نہیں ہے۔

علامہ السید بدیع الدین شاہ صاحب راشدی متعنا اللہ بطول حیاتہ۔ کے کتب خانہ میں چند اور قلمی نسخے بھی ہیں۔

نمبر۱:۔ یہ نسخہ علامہ ابن سید الناس (متوفی ۷۳۴ھ) کے اپنے ہاتھ سے لکھے ہوئے نسخہ کا عکس ہے جو کہ نفح الشذی شرح جامع الترمذی کے نام سے معروف ہے۔ اس نسخہ میں ترک کے عنوان کا نشان تک نہیں ہے (شاید ڈیروی صاحب کے نزدیک علامہ موصوف بھی ان متعصبین میں ہوں گے جنہوں نے ترک کے باب کے اڑانے کی سازش کی ہے۔؟)

نمبر۲:۔ یہ نسخہ ۱۲۴۷ھ۔ کا لکھا ہوا ہے، اس میں بھی ترک کا عنوان نہیں ہے،

نمبر۳:۔ یہ علامہ عراقی رح کی شرح ہے۔ اس میں بھی ترک کا باب نہیں ہے، اس کے علاوہ امام ابن العربی کی شرح "عارضۃ الأحوذی" طبع ہو چکی ہے "عارضۃ الأحوذی" کی تحقیق کرنے والوں نے اس مقامِ ترک کے عنوان کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس عبارت کا کسی معتبر نسخہ میں نہ ہونا دلیل ہے کہ یہ الحاق ہے،

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پانچویں دلیل ڈیروی صاحب لکھتے ہیں۔ علامہ احمد محمد شاکرؒ شرح ترمذی میں فرماتے ہیں۔

علامہ ابن عساکرؒ کے نسخہ میں جو ان سے ان کے شاگرد نے نقل کیا ہے یوں باب باندھا گیا ہے۔ مَنْ لَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَّا فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ۔

(نور الصّباح صـ ۱۰۲)

الجواب الاوّل اسی نسخہ کے متعلق خود علامہ احمد محمد شاکرؒ صاحب ابتدائے شرح میں فرماتے ہیں،

وَهِيَ نُسْخَةٌ مُتَوَسِّطَةُ الصِّحَّةِ لَيْسَتْ مِمَّا يُعْتَمَدُ عَلَيْهِ فِي التَّصْحِيحِ۔ یہ نسخہ متوسط صحت کا ہے تصحیح کے معاملہ میں اس پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا ہے۔ مقدمہ صـ ۱۵/ج ۱:

جب اس نسخہ کی صحت ہی مشکوک ہے تو اسے بطور دلیل پیش کرنا کوئی معقول بات نہیں،

الجواب الثانی یہ نسخہ امام ابن عساکرؒ کے شاگرد کا نہیں بلکہ بہت بعد کا ہے۔ چنانچہ علامہ احمد محمد شاکرؒ فرماتے ہیں۔

فَالَّذِي يَرْوِي الْكِتَابَ عَنِ ابْنِ عَسَاكِرٍ سَنَةَ ٥٥٨ لَيْسَ كَاتِبَ النُّسْخَةِ قَطْعًا لِأَنَّ خَطَّهَا وَوَرَقَهَا لَا يُنَاسِبُ ذٰلِكَ التَّارِيخَ وَإِنَّمَا نَقَلَ نَاسِخُهَا الْإِسْنَادَ الَّذِي وَجَدَهُ فِيمَا يَنْقُلُ عَنْهُ وَلَوْ كَانَ آخِرُ النُّسْخَةِ مَوْجُودًا لَتَبَيَّنَ ذٰلِكَ فِي الْغَالِبِ مقدمہ صـ ۱۵

امام ابن عساکرؒ سے ۵۵۸ھ کو جس نے یہ کتاب روایت کی ہے وہ یقیناً اس نسخہ کا کاتب نہیں۔ کیونکہ اس کا خط اور اوراق اس تاریخ کے مناسب نہیں ہیں۔ ناسخ نے جو سند پائی ہے اسے نقل کر دیا ہے اگر اس نسخہ کا آخری حصہ موجود ہوتا تو اس کی وضاحت ہو جاتی۔

علامہ موصوف کو جو نسخہ ملا ہے وہ ۱۰۰۰ھ یا ۱۱۰۰ھ کا تحریر کردہ ہے۔ وہ خود لکھتے ہیں، وَهِيَ نُسْخَةٌ جَدِيدَةٌ يَظْهَرُ مِنْ وَرَقِهَا وَخَطِّهَا أَنَّهَا مَكْتُوبَةٌ فِي الْقَرْنِ الْعَاشِرِ أَوِ الْحَادِي عَشَرَ۔ صـ ۱۴۔ یہ ایک نیا نسخہ ہے اس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے اوراق اور خط سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دسویں یا.... گیارھویں صدی کا لکھا ہوا ہے۔
نوٹ :۔ ممکن ہے کہ اس نسخہ میں ترک کا عنوان امام سخاوی ؒ کے نسخہ سے نقل کے باعث ہو۔

چھٹی دلیل ڈیروی صاحب لکھتے ہیں۔ علامہ احمد محمد شاکر ؒ کے دو شاگرد علامہ شعیب الارناؤط۔ علامہ محمد زہیر الشاویش حاشیہ شرح السنۃ ص ۲۴/۳ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں۔
والترمذی فِي الصَّلٰوةِ بَابُ مَاجَاءَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ اِلَّا فِي اَوَّلِ مَرَّةٍ اٰلخ۔ نور الصباح ص ۱۰۳-۱۰۲

الجواب ان دونوں بزرگوں نے باب کا یہ عنوان اپنے استاذ محترم علامہ احمد محمد شاکر ؒ کی تعلیق ترمذی سے نقل کیا ہے۔ علیحدہ طور پر کسی خاص نسخہ سے اسے نقل نہیں کیا۔ مَنِ ادَّعٰى فَعَلَيْهِ الْبَيَانُ۔

ساتویں دلیل ڈیروی صاحب لکھتے ہیں۔ علامہ احمد محمد شاکر ؒ نے ترمذی کی شرح لکھی ہے، اس نسخہ ترمذی میں ترکِ رفع الیدین کے باب کا عنوان اس طرح کا قائم کرتے ہیں۔
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ بَابُ مَاجَاءَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ اِلَّا فِي اَوَّلِ مَرَّةٍ۔ (نور الصباح)

الجواب علامہ موصوف نے یہ عنوان اپنے ذاتی کسی نسخہ کے باعث رقم نہیں کیا بلکہ سابقہ نسخوں کے پیش نظر لکھا ہے۔ لہذا اسے ایک مستقل دلیل قرار دینا محض کتاب کے حجم کو بڑھانے کے لیے ہے۔ علامہ احمد محمد شاکر ؒ نے بسم اللہ پر حاشیہ کا نشان لگا کر نیچے حاشیہ میں لکھا ہے۔ اَلتَّسْمِيَةُ لَمْ تُذْكَرْ فِي هٰذَا الْمَوْضِعِ اِلَّا فِي ع وَقَدْ اَثْبَتْنَاهَا اِحْتِيَاطًا لَعَلَّهَا اِشَارَةٌ اِلٰى تَجْزِئَةٍ اُخْرٰى لِلْكِتَابِ لِبَعْضِ الْعُلَمَاءِ ص ۴۰/۲
تسمیہ کا ذکر اس مقام پر اور کسی نسخہ میں نہیں۔ سوائے۔ ع۔ (علامہ عابد سندھی) کے نسخہ کے ہم نے احتیاطاً اسے لکھ دیا ہے شاید کسی کے نسخہ میں کتاب کے دوسرے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جزء کی طرف اشارہ ہو۔

ہماری اس توضیح سے ڈیروی صاحب کی یہ خوش فہمی اور خود ساختہ علت دور ہوئی جس کا انہوں نے لطیفہ۔ کے عنوان کے تحت ذکر کیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں غیر مقلدین حضرات کے باب رفع الیدین کی ابتداء میں "بسملہ" نہیں ہے اور احناف حضرات کے باب ترک رفع الیدین کی ابتداء میں "بسملہ بھی ہے جو اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ ترک رفع الیدین ہی میں برکت و ثواب ہے اور یہی جناب رسول اللہ (ص) کی سنت ہے۔ (نور الصباح ص ۱۹۴)

ڈیروی صاحب کی اس عبارت سے کئی باتوں کا استخراج ہم بھی کر سکتے ہیں مگر ان کی چنداں ضرورت نہیں ہے البتہ ہمیں مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کے ان طالب علموں پر ترس آتا ہے جن کو ڈیروی صاحب جیسے متعصب استاذ الحدیث درس ترمذی میں امام ترمذی رحمہ اللہ کے منعقدہ ابواب کے اس قسم کے لطائف بیان کرتے ہوں گے۔

اس کے بعد علامہ موصوف نے باب کے عنوان پر حاشیہ کا نشان لگا کر نیچے حاشیہ میں لکھا۔

فی لـ۔ بَابُ مَنْ لَمْ يَرْفَعْ۔ وَمَا هُنَا هُوَ الَّذِيْ فِيْ ع وَأَمَّا بَاقِي الْأُصُوْلِ فَلَمْ يُذْكَرْ فِيْهَا شَيْءٌ مِنَ الْعُنْوَانِ كُلِّهِ بَلْ جُعِلَ فِيْهَا الْحَدِيْثُ الْآتِيْ دَاخِلًا فِي الْبَابِ قَبْلَ هٰذَا۔ ا ھ ص ۴۰/۲ج۔

(امام ابن عساکر رحمہ اللہ کے شاگرد کی طرف منسوب) ل نسخہ میں عنوان اس طرح ہے۔ بَابُ مَنْ لَمْ يَرْفَعْ۔ اور جو ہم نے یہاں ذکر کیا ہے یہ علامہ محمد عابد سندھی کے نسخہ میں ہے۔ باقی تمام نسخوں میں کوئی عنوان نہیں بلکہ اگلی حدیث (یعنی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث) پچھلے باب میں ہی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ "ترک کا عنوان" فقط دو نسخوں میں ہے جن کی تفصیل گزر چکی ہے،

ڈیروی صاحب کا دوسرا دعویٰ

ڈیروی صاحب نے بزعم خویش متعصبین پر یہ الزام بھی عائد کیا ہے کہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا تھا۔ اس بارے میں انہوں نے جو کچھ دلائل دیئے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ علامہ عینیؒ نے شرح ہدایہ صـ ۴۶۳ ج ۱ میں اور مولانا محمد صدیق نجیب آبادیؒ نے انوار المحمود شرح ابی داؤد صـ ۲۵۸ ج ۱ میں تحسین کے ساتھ ساتھ تصحیح بھی نقل کی ہے۔ اور اس کا ہونا بھی اشد ضروری ہے کیونکہ امام ترمذیؒ عاصم بن کلیبؒ کی روایت کو اور مقامات میں حسن صحیح کہتے ہیں۔ مثلاً۔ صـ ۳۸ ج ۱۔ صـ ۱۲۰ ج ۱ وغیرہ۔ اھ۔ ملخصاً نور الصّباح صـ ۱۰۱۔

الجواب ڈیروی صاحب کا یہ دعویٰ بھی بالکل بیکار اور بلا دلیل ہے۔ ترتیب وار جواب ملاحظہ ہو۔ علامہ عینیؒ کا یہ فرمانا کہ امام ترمذیؒ نے اس حدیث کی تصحیح پر نص کر دی ہے غیر مسموع بلکہ مردود ہے۔ اس کے لیے انہوں نے کوئی دلیل نہیں دی۔ جم غفیر محدثین وغیرھم جامع ترمذی سے صرف اس حدیث کی تحسین نقل کرتے ہیں۔ کون سی بعید بات ہے کہ علامہ عینیؒ صاحب کو وہم لگ گیا ہو؟ آخر وہ بھی تو انسان ہی تھے۔ اگر ڈیروی صاحب کے نزدیک صاحبِ مشکوۃ سے پے در پے متعدد غلطیاں سرزد ہوئی ہیں تو علامہ عینیؒ سے دیگر اغلاط کے ساتھ ساتھ (جیسا کہ حافظ ابن حجرؒ کی انتقاض الاعتراض سے پتہ چلتا ہے) یہ غلطی کیوں نہیں ہو سکتی؟ مولانا نجیب آبادیؒ نے بغیر کسی نسخہ کی نشاندہی کے حدیث کی تصحیح امام ترمذیؒ کی طرف منسوب کر دی ہے۔ ان کی بلادلیل یہ بات ناقابلِ التفات ہے۔

عاصم بن کلیبؒ کی روایات پر بحث

عاصم بن کلیبؒ کے بارے میں تفصیلی بحث ہم کسی اور مجلس میں پیش کریں گے سردست ہم یہ عرض کرتے ہیں کہ عاصم بن کلیبؒ اگرچہ ثقہ اور صحیح مسلم کا مستشہد بہ راوی ہے مگر غیر معیاری ثقہ ہونے کے باعث اس کی حدیث درجہ صحت سے گری ہوئی ہے۔ البتہ جب کوئی دوسرا ثقہ اس کا متابع ہو یا اس کی حدیث کا شاہد ہو تو اس کی حدیث درجۂ صحت کو پہنچ سکتی ہے۔ امام مسلمؒ نے اپنی صحیح میں اسی طور پر ہی اس کی احادیث لی ہیں۔ وللتفصیل مقام آخر۔
اور غالباً یہی وجہ ہے کہ امام بخاریؒ نے پوری صحیح بخاری میں اس کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

واسطہ والی روایت ذکر نہیں کی۔

امام ترمذیؒ کی تحسین وتصیح پر اہل علم نے کھل کر بحث کی ہے۔ خود احناف حضرات ہی امام ترمذیؒ کے تحسین وتصحیح کے فیصلہ کو آخری نہیں سمجھتے بلکہ کئی احادیث کے بارے میں ان سے اختلاف رکھتے ہیں۔

ہماری ناقص معلومات کے مطابق امام ترمذیؒ نے پوری جامع الترمذی میں صرف پانچ مقامات پر عاصم بن کلیبؒ کے طریق سے احادیث روایت کی ہیں۔ جن کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) ص ۲۲ ج ۱ ۔ (۲) ص ۲۲۸ ج ۱ ۔ (۳) ص ۲۴۰ ج ۱ ۔ (۴) ص ۱۷۹ ج ۲ ۔ (۵) ص ۱۷ ج ۳ ۔ مع تحفۃ الأحوذی۔

ان میں سے۔ تیسری اور پانچویں حدیث کے متعلق امام ترمذیؒ فرماتے ہیں۔ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، باقی تینوں کے بارے میں فرماتے ہیں۔ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

تیسری حدیث واقعی صحیح ہے کیونکہ اس میں عاصم بن کلیبؒ متفرد نہیں بلکہ دیگر ثقہ رواۃ نے اس کی متابعت کی ہے۔ اور اس حدیث کے شواہد بھی ہیں۔ ایسے ہی پانچویں حدیث بھی صحیح ہے کیونکہ اس میں بھی عاصم بن کلیبؒ متفرد نہیں بلکہ صحیح بخاری ومسلم میں اس کے متابع موجود ہیں۔ اور صحیحین ہی میں اس کے شواہد بھی ہیں۔ وللتفصیل مقام آخر۔ اس توضیح سے معلوم ہوا کہ امام ترمذیؒ نے ان دونوں حدیثوں کی تصیح متابعات اور شواہد کے پیش نظر کی ہے۔ لیکن حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث میں عاصم بن کلیبؒ منفرد ہے اور دوسری کوئی صحیح حدیث اس کی شاھد نہیں۔ لہذا یہاں پر۔ لفظ "صحیح" کا نہ ہونا ہی عین حق و صواب ہے۔ بالخصوص جب کہ محدثین کرام کی ایک جماعت نے اس حدیث کو معلول قرار دیا ہے۔ جن میں۔ عبداللہ بن المبارکؒ امام یحییٰ بن ادمؒ۔ امام احمد بن حنبلؒ۔ امام بخاریؒ۔ امام ابو حاتمؒ۔ امام دارقطنیؒ سرِ فہرست ہیں۔

خلاصۂ کلام یہ کہ اصولی طور پر بھی اس حدیث کی تصیح محلِ نظر ہے۔ اور "صحیح" کا لفظ کسی قابلِ اعتماد نسخہ میں بھی نہیں لہذا اس حدیث کی تصیح کے لیے ڈیروی صاحب نے جو پاپڑ بیلے ہیں یہ سب بے کار کوشش ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تنبیہ:- علامہ احمد محمد شاکرؒ نے تعلیقِ ترمذی میں ایک قلمی نسخہ جو کہ "دار الکتب المصریہ میں ہے اس کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ اس کے حاشیہ پر صحیح کا لفظ موجود ہے۔ مگر ساتھ ہی ساتھ علامہ موصوف نے اس کی تغلیط بھی فرمائی ہے۔ وہ فرماتے ہیں:-

فی نسخة بهامش م زيادة "صحيح" وهي غير ثابتة الخ ص ۴۱ ج ۲۔

یعنی ایک نسخہ کے حاشیہ پر "صحیح" کی زیادت ہے۔ لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔

اگر ڈیروی صاحب اس توضیح کے باوجود بھی مدترک کے عنوان "اور صحیح" کے لفظ کے بارے میں اپنے موقف پر مصر ہیں تو ہم ان کی خدمت میں عرض کرتے ہیں وہ ان باتوں کو بھی تسلیم کریں جو ترمذی کے بعض مخطوطہ نسخوں میں موجود ہیں۔ ذیل میں ہم دو مثالوں پہ اکتفاء کرتے ہیں۔

پہلی مثال علامہ احمد محمد شاکرؒ رفع الیدین کے باب میں انہی دونوں نسخوں یعنی علامہ محمد عابد سندھیؒ اور دار الکتب المصریہ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں:-

قَالَ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ مُوسٰى قَالَ حَدَّثَنَا اسْمٰعِيلُ بْنُ اَبِىْ اُوَيْسٍ قَالَ كَانَ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ يَرٰى رَفْعَ الْيَدَيْنِ فِى الصَّلٰوةِ ص ۳۹ ج ۲۔

اسمٰعیل بن ابی اویسؒ فرماتے ہیں کہ امام مالکؒ نماز میں رفع الیدین کے قائل تھے، علاوہ ازیں جامع ترمذی کے حوالہ سے حافظ ابن حجرؒ و دیگر کئی محدثین امام مالکؒ کا قائل بر فع الیدین ہونا بھی ذکر فرماتے ہیں۔ دیگر متعدد دلائل بھی امام مالکؒ کے قائل بر فع الیدین ہونے کے مقتضی ہیں۔ بایں ہمہ ڈیروی صاحب نے امام مالکؒ کو تارک رفع الیدین ثابت کرنے کے لیے کئی صفحات بے فائدہ سیاہ کئے ہیں۔ آخر کیوں؟

دوسری مثال علامہ احمد محمد شاکرؒ تعلیق ترمذی ص ۱۶۹ ج ۱ میں علامہ محمد عابد سندھیؒ کے نسخہ کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں۔

قَالَ اَبُوْعِيْسٰى سَمِعْتُ صَالِحَ بْنَ مُحَمَّدِ التِّرْمِذِىَّ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الْمُقَاتِلِ السَّمَرْقَنْدِىَّ يَقُوْلُ دَخَلْتُ عَلٰى اَبِىْ حَنِيْفَةَ فِىْ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ وَعَلَيْهِ جَوْرَبَانِ فَمَسَحَ عَلَيْهِمَا ثُمَّ قَالَ فَعَلْتُ الْيَوْمَ لَمْ أَكُنْ أَفْعَلُهُ مَسَحْتُ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَهُمَا غَيْرُ مُتَنَعَّلَيْنِ،

ابو مقاتل کہتے ہیں میں امام ابوحنیفہؒ پر ان کی اس بیماری میں داخل ہوا جس میں انہوں نے وفات پائی تھی۔ انہوں نے پانی منگوایا۔ وضوء کیا۔ جورابیں پہنی ہوئی تھیں ان پر مسح کیا پھر کہا آج میں نے ایک ایسا کام کیا ہے جسے میں نے پہلے نہیں کیا، میں نے غیر منعل جورابوں پر مسح کیا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ غیر منعل جورابوں پر مسح کے قائل ہو گئے تھے، مگر امام ابوحنیفہؒ کی تقلید کا دم بھرنے والوں کی اکثریت آج بھی اس کی قائل نہیں ہے۔

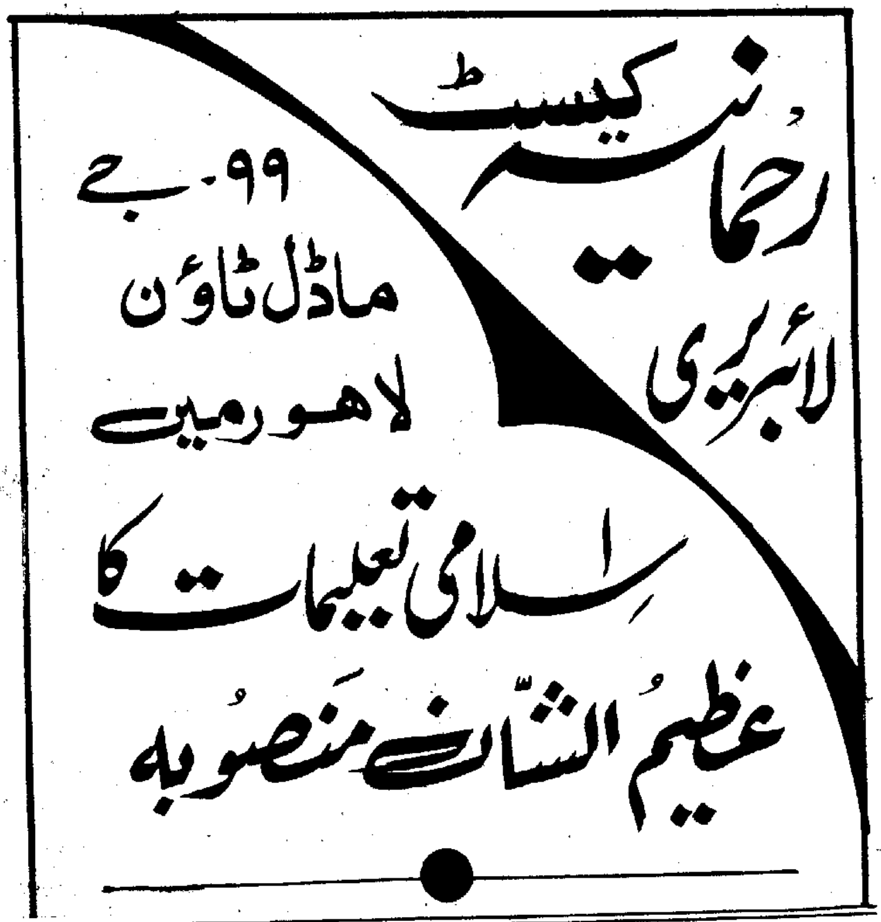

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ